## 65689 ـ اپنے شريك تجارت سے ماہانہ مقررہ نفع لينے پر متفق ہونا

**سوال**

ميں تجارت كرتا ہوں اور اپنے دوست سے اس بنياد پر كچھ رقم لى ہے كہ وہ ميرے ساتھ تجارت ميں شريك ہوگا، اور ميں ہر ماہ اسے مقررہ نفع دونگا يعنى اس ميں كمى و بيشى نہيں ہوگى، كيا يہ سود تو نہيں ہے ؟

**پسنديدہ جواب**

الحمد للہ.

شراكت كى يہ قسم علماء كے ہاں مضاربت كے نام سے پہچانى جاتى ہے اور وہ يہ ہے كہ: ايك شخص دوسرے كو تجارت كے ليے مال دے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع حسب اتفاق تقسيم كيا جائيگا، اور تجارت كرنے والے كو مضارب كا نام ديا جاتا ہے "

ديكھيں: الموسوعۃ الفقھيۃ ( 8 / 116 ).

اور شراكت كى اس قسم كے جواز كے ليے شرط يہ ہے كہ نفع معلوم تناسب كے ساتھ تقسيم كيا جائے، مثلا نصف، يا ايك تہائى وغيرہ.

اور يہ جائز نہيں كہ يہ نسبت راس المال ميں سے معلوم ہو، مثلا اگر كوئى شخص آپ سے كچھ رقم تجارت كرنے كے ليے ليتا ہے اور اس پر متفق ہوا كہ وہ مثلا آپ كو ہر ماہ راس المال ميں سے دس فيصد دےگا كہ يہ نفع ہے، تو يہ جائز نہيں.

اور اسى طرح يہ بھى جائز نہيں كہ منافع كى مقدار رقم ميں معلوم ہو مثلا ہر برس يا ہر ماہ ايك ہزار، بلكہ واجب اور ضرورى تو يہ ہے كہ منافع ميں سے نسبت اس حساب كے مطابق دى جائے جس پر ان كا اتفاق ہوا ہو.

اور اگر وہ رقم كے مالك كے ليے معلوم مقدار ميں روپے مقرر كرنے كى شرط ركھتا ہے، يا راس المال ميں سے معلوم تناسب كى شرط تو شراكت كا يہ معاہدہ باطل اور حرام ہوگا.

اس سب پر علماء كرام متفق ہيں، اور ان ميں كسى بھى قسم كا كوئى اختلاف نہيں، الحمد للہ.

ابن منذر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اہل علم اس پر جمع ہیں کہ کام کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ مال کے مالك کو نفع میں سے تیسرا حصہ، یا نفع کا نصف یا جس پر ان دونوں کا اتفاق ہو دینے کی شرط رکھے، اس کے بعد کے وہ اجزاء میں سے ایك جزء ہو " انتہی.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ ( 7 / 138 ).

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی " المغنی " میں رقمطراز ہیں:

" جب بھی شراکت داروں میں سے کسی ایك نے معلوم رقم مقرر کی یا اپنے حصہ کے ساتھ رقم بنائی، مثلا وہ اپنے لیے شرط رکھے کہ ایك جزء اور دس درہم تو یہ شراکت باطل ہو جائیگی.

ابن منذر کا کہنا ہے: اہل علم میں سے جس سے بھی ہم نے علم حاصل کیا ہے ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ جب مضاربت کے شراکت داروں میں سے کوئی ایك یا دونوں اپنے لیے معلوم دراہم کی شرط رکھیں تو یہ مضاربت باطل ہوگی، اور جس سے ہم نے علم حاصل کیا ہے وہ امام مالك، امام اوزاعی، امام شافعی، اور ابو ثور اور اصحاب الرائی ہیں ....

یہ دو معنوں کی بنا پر صحیح نہیں: پہلا یہ کہ:

جب وہ معلوم درہم مقرر کریگا تو اس کا احتمال ہے کہ دوسرے شریك کو نفع حاصل نہ ہو، اور سارا نفع وہ خود ہی حاصل کر لے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اسے نفع ہی نہ ہو اور وہ راس المال سے مقرر کردہ درہم لے لے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بہت زیادہ نفع ہو تو جس نے مقررہ درہم کی شرط رکھی ہے اسے نقصان اٹھانا پڑے.

اور دوسرا معنی یہ ہے کہ:

عامل یعنی کام کرنے والا کا حصہ مقدار میں معلوم ہونا مشکل ہے تو پھر اجزاء میں معلوم ہونا ضروری ہے، اور جب اجزاء ہی معلوم نہ ہوں تو پھر شراکت فاسد ہو جائیگی " انتہی.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ ( 7 / 146 ).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر مضاربت ( شراکت کی ایك قسم ) میں مال والے نے معین دراہم کی شرط رکھی تو بالاتفاق یہ جائز نہیں ہے؛ کیونکہ معاملہ عدل و انصاف پر مبنی ہے، اور یہ معاملہ مشارکت کی جنس سے ہے، اور مشارکت اس وقت ہوتی ہے جب ہر شریك کا حصہ معلوم ہو مثلا تیسرا حصہ، یا نصف، تو اگر کسی ایك کے لیے کچھ مقرر کر دیا جائے تو یہ

عدل و انصاف نہیں ہے؛ بلکہ یہ ظلم و ستم ہوگا " انتہی.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری ( 28 / 83 ).

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك شخص نے دوسرے کو تجارت کرنے کے لیے کچھ رقم دی، اور ان کا اتفاق ہوا کہ وہ راس المال میں سے تین فیصد کے حساب سے ہر ماہ نفع دیا کریگا کیا یہ جائز ہے ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" آپ کا تاجر کو تجارت میں لگانے کے لیے مال دینا، اور اس کا آپ کو اس رقم میں سے تین فیصد کے حساب سے نفع دینا جائز نہیں، کیونکہ یہ مضمون نفع میں سے ہے " انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء ( 14 / 318 ).

اور کمیٹی سے یہ سوال بھی کیا گیا:

ایك کمپنی لوگوں سے تجارت کرنے کے لیے رقم لیتی ہے اور انہیں راس المال میں سے تیس فیصد ( 30% ) کے حساب سے سالانہ دیتی ہے اور یہ دعوی کرتی ہے کہ اسے سو فیصد نفع حاصل ہوتا ہے، کیا یہ صحیح ہے ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" اگر تو مذکورہ کمپنی اپنے شراکت دار کو محدود اور مضمون نفع دیتی ہے، یعنی اس میں نقصان نہیں ہوتا، تو یہ لین دین جائز نہیں، اس لیے کہ یہ سود ہے، اور مباح اور جائز لین دین یہ ہے کہ ہر شریك کا ایك حصہ معلوم ہو مثلا چوتھا حصہ، یا پھر دسواں حصہ، اور وہ حاصل کردہ کے حساب و کتاب کے مطابق کم اور زیادہ ہوتا رہے " انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء ( 14 / 321 ).

واللہ اعلم .